اسلامی قانون کو میدان میں لائیے جسکی صداقت اور سچائی پر چودہ سو سال سے مسلمانوں کا ایمان ہے۔ نہ وہ اسلام جو بیسویں صدی کے مغرب زدہ ٹیڑھے دماغ اور گمراہ قلوب کی پیداوار ہے اور اگر اس قسم کے اعلانات اور منصوبوں سے محض دفع الوقتی مقصود ہے۔ تو خدارا اسلام کو ماڈرن بنانے اور اس کا حلیہ بگاڑنے کا یہ مشغلہ بند کروا دیجئے۔ ہمیں یقین ہے جس خدا نے "اسلام" کو تاقیامت پسندیدہ دین قرار دیا وہ اسکی حفاظت بھی کر سکے گا۔ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم۔

افسوس کہ بزم قاسمیؒ اور محفل شیخ الہندؒ کی ایک ایک شمع خاموش ہوتی جا رہی ہے۔ برطانوی سامراج کے استیصال اور مسلمانوں کی دینی و فکری قیادت کیلئے دارالعلوم دیوبند نے جو لشکر جرار تیار کیا اس کا ایک ایک اولوالعزم سپاہی اٹھتا جا رہا ہے۔ کچھ خال خال نظر آ رہے ہیں، وہ بھی آمادہ رحیل ہیں۔ ان جانسپاران ملک و ملت اور موجودہ نسلوں کے درمیان بیچ کی یہ کڑیاں بھی نکل جائیں گی۔ مگر آنے والوں کے لیے ان لوگوں کی قربانیوں سے بھرپور اور تابناک زندگی روشنی کے مینار کا کام دے سکے گی۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی مرحوم کا وجود بھی انہی ارباب عزیمت اور علمبرداران حق علماء میں سے تھا، جن کا پچھلے ماہ بالاکوٹ (ہزارہ) میں انتقال ہوا۔ تدفین بھی اس پاکیزہ سرزمین میں ہوئی جو سیدین شہیدین (امیر المومنین سید احمد شہیدؒ اور سیدنا شاہ اسماعیل شہیدؒ) کے خون شہادت سے لالہ زار بنی تھی۔ مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی جید عالم، بہترین و بے بدل خطیب تھے۔ زندگی بھر ہر دینی و ملی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ خواہ استخلاص وطن کی تحریک ہو یا ختم نبوت کا مسئلہ تقسیم سے پہلے جمعیۃ العلماء ہند اور تقسیم کے بعد جمعیۃ العلماء اسلام میں نمایاں کام کیا کیسی ہی نازک گھڑی ہو حق کہنے سے کبھی دریغ نہ کیا۔ لایخافون فی اللہ لومۃ لائم۔ ان کا شیوہ رہا۔ وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمدؒ مدنی کے جان نثار خادم اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے نہ صرف تلمیذ بلکہ منظور نظر رہے۔ مولانا کے قیام لاہور کے دوران حضرت شاہ صاحب مرحوم نے بارہا انہیں میزبانی اور استفادہ میں رفاقت کا شرف بخشا۔ دارالعلوم حقانیہ کے لیے تو مولانا کی وفات ایک مخلص اور سرگرم رکن کی جدائی ہے۔ ابتدائے تاسیس ہی سے دارالعلوم کی ترقی میں ہر طرح حصہ لیتے رہے، مشاورت و جانبیت کے استعمال سے بھی گریز نہ کیا۔ ان کی زندگی کے یہ مختلف ادوار اس حقیقت

کے غماز ہیں۔ کہ ان کا دل دینی تڑپ اور قوم وملک کی حقیقی اصلاح اور ملی جذبات سے معمور تھا۔ ایسے حضرات کا ایسے دور میں اٹھ جانا ایک المناک سانحہ ہے۔ حق تعالیٰ امتِ مرحومہ کو مرحوم کا نعم البدل اور مرحوم کو درجاتِ عالیہ سے نوازے۔

ابھی چند روز قبل ایک ایسی پاک طینت اور راسخ الایمان خاتون بھی انتقال فرماگئیں جنکی زندگی عصر حاضر کی مسلمان خواتین کے لئے روشنی کا مینار اور ایک بہترین نمونہ بن سکتی ہے۔ یہ سراپا ایمان خاتون اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیز گل صاحب کاکاخیل، تلمیذِ خاص حضرت شیخ الہند قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ تھیں جنہوں نے برطانیہ کے ایک ممتاز اور ذی ثروت خاندان میں آنکھیں کھولیں۔ اس خاندان کا مذہب عیسائیت تھا۔ اس گھر کے اکثر افراد اونچے اونچے عہدوں پر فائز تھے۔ برصغیر کے انگریز کمانڈر انچیف لارڈ کچنر اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ سکندر حیات کے زمانہ کے انگریز گورنر بی جے گلانسی سے اسی خاتون کی چھوٹی بہن منسوب تھی۔ مگر خود ان کے دل میں تلاشِ حق کا جذبہ تھا۔ وہ بچپن سے انجیل اور عیسائی مذہب سے مطمئن نہ تھیں، حق کی جستجو میں انہوں نے کئی مذاہب کی چھان بین کی شوق حق کا یہ جذبہ انہیں ہندوستان لے آیا۔ یہاں انہوں نے بدھ مذہب کو اپنایا، پھر سادھوؤں کیطرح دنیا سے کنارہ کشی کی۔ ریاضتوں اور شدید مجاہدوں میں ایک وقت گزارا۔ بالآخر انہیں قرآن کریم کی شکل میں وہ نسخہ شفا مل گیا جسکے لئے وہ سرگردان تھیں۔ اسلام نے ان کے مضطرب دل ودماغ کو اطمینان بخشا، وہ مسلمان ہوئیں اور سنہ ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۱ء میں ایک دینی مرکز دارالعلوم دیوبند کا شہرہ سن کر دارالعلوم دیوبند آئیں، اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی مجلس میں اپنے اسلام اور مومنانہ اثرات کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یورپ کی تمام آسائشوں، ایک آسودہ حال خاندان، اور اپنے ملک وطن کو اسلام کی راہ پر قربان کیا۔ اللہ کی راہ میں ہجرت کے لئے انہوں نے اپنی اولاد تک کو بھی عمر بھر کے لئے خیر باد کہا جو ان کے انگریز شوہر سے تھی، اور یکسوئی سے اسلامی تعلیمات کے حصول میں لگ گئیں۔ حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہ کی سابقہ اہلیہ (جو حضرت شیخ الہندؒ کی نواسی تھیں) کے انتقال کے بعد حضرت مدنیؒ اور دوسرے اکابر کے مشورہ پر ۱۹۳۶ء میں اس پاکباز خاتون کا نکاح حضرت مولانا عزیز گل صاحب کے ساتھ ہوا۔ اور اس وقت سے لیکر اب تک ساری زندگی ایک ایسے دور افتادہ گاؤں (جسکی آبادی بمشکل ۳۰۔۔۴۰ افراد کی ہوگی) میں بسر کی جو یورپ تو کیا اس ملک کی عام